بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حافظ عاکف سعید

نواز حکومت کا خاتمہ ـــــ فاعتبروا یا اولی الابصار !

سانحۂ کارگل کے بعد سے نواز شریف حکومت اور فوج کے زعماء کے مابین درپردہ ایک محاذ آرائی کی کیفیت جاری تھی اور جو لوگ ظاہری حالات کے پس پردہ مخفی حقائق و واقعات کے ادراک کی کسی قدر صلاحیت رکھتے ہیں وہ اس انتظار میں تھے کہ نواز حکومت اور جنرل پرویز مشرف میں سے پہلے کون وار کرتا ہے یا بالفاظ دیگر "پھونک" مارنے میں پہل کس کی طرف سے ہوتی ہے!۔ تاہم ۲۹ ستمبر کو جب میاں نواز شریف نے غیر متوقع طور پر جنرل پرویز مشرف کو جوائنٹ چیف آف سٹاف کا درجہ دے کر ان کی مدت ملازمت میں توسیع کا اعلان کیا تو اندیشوں کے یہ بادل بہت حد تک چھٹ گئے۔ لیکن بعد کے حالات بتاتے ہیں کہ یہ محض نواز حکومت کی ایک چال تھی جس کا مقصد اپنے حریف پر اچانک بے خبری میں حملہ کر کے اسے مکمل طور پر بے دست و پا کرنا اور اس کانٹے کو ہمیشہ کے لئے اپنی راہ سے دور کرنا تھا جو ان کے اختیار و اقتدار کے لئے خطرہ بن سکتا تھا۔

اس ڈرامے کا ڈراپ سین ۱۲/ اکتوبر کو ہوا جب اقتدار کے نشے میں چور شریف برادران نے اچانک جنرل پرویز مشرف کو معزول کر کے ان کی جگہ خواجہ ضیاء الدین کو چیف آف آرمی سٹاف بنانے کا اعلان کیا۔ یہ سارا کام ایک انتہائی شرمناک اور گھناؤنی سازش کی صورت میں کیا گیا۔ اس کام کے لئے وہ وقت چنا گیا جب جنرل پرویز مشرف کولمبو سے کراچی کے لئے محو پرواز تھے اور عملاً بے دست و پا تھے۔ گویا بے خبری میں اپنے حریف کی پیٹھ میں خنجر گھونپنے کی ہر ممکن سعی کی گئی۔ ستم در ستم یہ کہ جس جہاز میں جنرل مشرف لگ بھگ دو سو مسافروں سمیت سوار تھے' اسے کراچی میں لینڈ کرنے کی اجازت بھی نہیں دی گئی بلکہ اس امر کا پورا اہتمام کیا گیا کہ وہ پاکستان کے کسی بھی ایئر پورٹ پر لینڈ نہ کر سکے۔ سازشی ٹولے کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی کہ وہ جہاز ایندھن کی کمی کے نتیجے میں تباہ و برباد ہو جائے اور ۲۰۰ قیمتی جانیں چشم زدن میں ان کے ہوسِ اقتدار کی بھینٹ چڑھ جائیں' یا پھر وہ جہاز ہمارے ازلی دشمن بھارت کے کسی ایئر پورٹ پر اتر کر عالمی سطح پر پاکستان کی جگ ہنسائی ہی نہیں شرمناک ذلت و رسوائی کا موجب بھی بن جائے!!

سب جانتے ہیں کہ حکمران ٹولے کی یہ چال انہی پر الٹی جا پڑی۔ اور وہ اس مشہور پرانے مقولے کی عملی تصویر بن گئے کہ "جو کسی دوسرے کیلئے گڑھا کھودتا ہے' خود اسی میں گرتا ہے"۔ یوں غیر معمولی طور پر ہیوی مینڈیٹ کی حامل نواز حکومت اپنی مدتِ حکومت کا بمشکل نصف عرصہ مکمل کرنے کے بعد ہی اپنے سینے میں حسرتوں کا قبرستان لئے انتہائی ذلت و رسوائی کے عالم میں رخصت ہوئی ؎

پھول تو دو دن بہارِ جاں فزا دکھا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

یہ بات قابل تعجب ہی نہیں سبق آموز بھی ہے کہ ایک "ہردلعزیز" نمائندہ آئینی اور جمہوری حکومت کا اس طرح اچانک خون ہوتا دیکھ کر نہ کوئی آنکھ روئی اور نہ کسی کے حلق سے چیخ نکلی۔ بلکہ عمومی طور پر اطمینان کا سانس لیا گیا اور عوامی حلقوں کی جانب سے مثبت ردعمل کا اظہار ہوا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ اچانک کیسے ہو گیا۔ نواز شریف صاحب جو ابھی کل تک "انا ولا غیری" کے انداز میں "کوس لمن الملک" بجا رہے تھے' وہ بقول اقبال ؎

"اے شیخ و برہمن ' سنتے ہو کیا اہل بصیرت کہتے ہیں
گردوں نے کتنی بلندی سے ان قوموں کو دے پٹکا ہے"

کے مصداق اقتدار و اختیار کے ساتویں آسمان سے اچانک ذلت و رسوائی کی سنگلاخ زمین پر کیسے پٹخ دیئے گئے ـــــ راقم کا دعویٰ ہے کہ ان کا کوئی بدترین حریف اور حاسد اگر اپنی سرتوڑ کوشش کے ذریعے اور کسی گہری سازش کے نتیجے میں انہیں اقتدار سے معزول کرنے میں کامیاب ہو بھی جاتا تب بھی اس کا کوئی امکان نہیں تھا کہ وہ رسوائی بھی نواز شریف صاحب کے حصے میں ضرور آتی جو ان کی اپنی بھونڈی حرکت کے نتیجے میں اب ان کے حصے میں آئی ہے۔ بلکہ غالب امکان اس بات کا تھا کہ انہیں اقتدار سے معزول کرنے کے نتیجے میں عوام کی تمام تر ہمدردیاں میاں صاحب کے حصے میں آتیں اور اقتدار پر قبضہ کرنے والا غاصب' جارح اور قابل نفرت قرار پاتا۔ لیکن اب جو صورت بنی ہے وہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ساری ذلت و رسوائی میاں نواز شریف کے حصے میں آئی ہے اور عملاً عوام کی ہمدردیاں فوج کے ساتھ ہیں کہ جس نے نواز شریف کو بظاہر غیر آئینی طور پر اقتدار سے معزول کیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!!

آخر یہ سب کچھ کیسے ہوا' کیوں ہوا؟ ـــــ آخر میاں نواز شریف اور ان کے خصوصی مشیروں کی مت کیوں ماری گئی کہ وہ اتنی بھونڈی حرکت کا ارتکاب کر بیٹھے کہ عوام و خواص سب کی نگاہ میں قابل نفرت قرار پائے؟ کیا میاں صاحب اور ان کے مشیران باتدبیر اس درجے بے بصیرت اور کوتاہ نظر تھے کہ وہ اپنی اس بھونڈی حرکت کے عواقب و نتائج کا قطعاً کوئی اندازہ نہ کر پائے؟ نہیں' یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ یعنی "وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ" ـــــ اور "وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ" کا عملی اظہار ہے کہ ان کی مت فی الواقع ماری گئی' ان کی ساری چالیں ناکام ہوئیں اور اللہ کی تدبیر کے آگے ان کی کوئی پیش نہ چل سکی۔ نہ وہ بھاری بھرکم مینڈیٹ یا عوامی حمایت' اللہ کے فیصلے کے آڑے آسکی جس کا انہیں بڑا زعم تھا اور نہ امریکی صدر بل کلنٹن ان کے کسی کام آسکے جن کی دوستی اور حمایت پر انہیں بڑا ناز تھا اور جن کی رضا اور خوشنودی کا حصول ان کی تمام بھاگ دوڑ کا منتہائے مقصود بن چکا تھا۔

ہماری رائے میں شریف برادران کی یہ ذلت و رسوائی درحقیقت اللہ کی طرف سے سزا کی ایک قسط ہے جو اسی دنیا میں شریف برادران کو ملی ہے۔ اقتدار کے گھمنڈ اور فرعونیت کی سزا تو یہ ہے ہی جس کا کسی قدر مزہ انہیں اسی دنیا میں چکھا دیا گیا ہے' اللہ کے دین سے بے وفائی اور نفاذ شریعت کے ضمن میں بدعہدی اور بے اعتنائی کی سزا بھی ہے کہ دو مرتبہ اقتدار و اختیار کے مزے لوٹنے کے باوجود انہوں نے نفاذ شریعت اور آئین پاکستان میں قرآن و سنت کی غیر مشروط بالادستی کے معاملے کو بھی ایک سیاسی نعرہ اور سیاسی مفادات کے حصول کا ذریعہ تو بنائے رکھا لیکن ناصحین کے بار بار توجہ دلانے کے باوجود مثبت رخ پر ٹھوس انداز میں نفاذ اسلام کی جانب ایک انچ پیش رفت کی کوشش بھی نہیں کی اور سود کے خاتمہ کے ضمن میں کوئی قدم اٹھانے کی بجائے سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے تاریخ ساز فیصلے کو بھی بازیچۂ اطفال بنائے رکھا۔ چنانچہ اب وہ "دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو" کی عملی تصویر بن چکے ہیں۔ OO

مشرف صاحب کے ایجنڈے میں جن چیزوں کا ذکر ہے ان کی حیثیت محض مرض کی علامات کی سی ہے

اصل مرض یہ ہے کہ ہم نے اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے قیام سے مسلسل گریز اور پہلو تہی کی ہے

ہمارا اصل مسئلہ مالیاتی اور اقتصادی نہیں بلکہ اصلی بحران یہ ہے کہ بحیثیت قوم ہمارا اخلاقی دیوالہ نکل چکا ہے

عالمی ذرائع ابلاغ نے پاکستان کے خاتمے کی پیشین گوئیاں کردی ہیں اور کہا جا رہا ہے کہ "کیا پاکستان کو بچایا جا سکتا ہے؟"

طالبان کا اقتدار ۹۵ فیصد علاقے پر قائم ہے' افغانستان میں کسی اور نمائندہ حکومت کی بات کرنا بلا جواز ہے

مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے تمام انحصار بھارت کے ساتھ براہ راست بات چیت پر کیا جائے

امیر تنظیم کی جانب سے جنرل پرویز مشرف کو ارسال کردہ خط کے بعض نکات کی وضاحت

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۲۲/ اکتوبر ۹۹ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

سورۃ الانبیاء کی آخری پانچ آیات کی تلاوت اور ادعیہ ماثورہ کے بعد فرمایا :

۱۲/ اکتوبر کو افواج پاکستان نے جو اقدام کیا ہے اس کے نتیجے میں پاکستان پھر ایک دوراہے پر آ کھڑا ہوا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ پاکستان کی تاریخ کا ایک اہم موڑ ہے۔ بہرحال ایسے مواقع پر یہ ایک معروف دستور ہے کہ ملک و ملت کے بہی خواہ اپنی سوچ' اپنے نظریات کے مطابق حکومت کو کچھ مشورے دیتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت آپ اخبارات میں دیکھ رہے ہیں کہ سب لوگ اپنے اپنے مشورے پیش کر رہے ہیں۔ اپنی اپنی جگہ ہر صاحب الرائے کچھ نہ کچھ رائے دے رہا ہے۔ اگرچہ ضروری نہیں کہ ہر صاحب الرائے' صائب الرائے بھی ہو۔ بہرکیف میں نے بھی اس ضمن میں ایک خط چیف ایگزیکٹو پاکستان جنرل پرویز مشرف کے نام بھیجا ہے جو بعض اخبارات میں شائع بھی ہوا ہے۔

میں آج اسی خط کے بعض نکات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ اس خط کا پہلا نکتہ یہ ہے کہ کارگل کا واقعہ درست تھا یا غلط تھا' اس سے مجھے بحث نہیں' لیکن جس طور سے یہ واپسی ہوئی کہ ہمارا بھاری مینڈیٹ والا وزیراعظم رسوا کن انداز میں بھاگتا ہوا امریکہ گیا اور کلنٹن کے آگے گویا ہاتھ جوڑ دیئے چنانچہ کلنٹن نے جو چاہا وہ اس نے تسلیم کر لیا۔ گویا کہ ہم نے ہاتھ اٹھا دیئے کہ ہم بھارت سے جنگ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ اس سے یقیناً فوری طور پر پاکستان کا وقار بحیثیت قوم اور ملک پاتال میں پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ واقعہ یہ ہے کہ میں خود بھی چند دن سکتے کی سی کیفیت میں رہا۔ کیونکہ ؎

اے آندھیو سنبھل کے چلو اس دیار میں
امید کے چراغ جلائے ہوئے ہیں ہم

کے مصداق اس ملک سے ہماری بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور نظام خلافت کے احیاء کے حوالے سے ہم امیدوں کے چراغ روشن کئے ہوئے ہیں۔ اس امید کی پشت پر برصغیر کی چار سو سالہ تاریخ اور احادیث کی پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ جن کا حوالہ اس سے قبل میں بارہا دے چکا ہوں۔

اگرچہ اس سے پہلے بھی کئی بار پاکستان میں ناامیدی کے حالات پیدا ہوتے رہے ہیں لیکن جتنی گہری ناامیدی سانحہ کارگل کے موقع پر ہوئی اتنی ناامیدی پہلے کبھی کسی اور واقعہ سے پیدا نہیں ہوئی۔ ان حالات میں فوج کا حالیہ اقدام' اس بحث سے قطع نظر کہ وہ صحیح ہے یا غلط ہے' اس اعتبار سے اہم ہے کہ اس نے امریکہ کی دھمکی کے علی الرغم یہ قدم اٹھایا ہے۔ افواج پاکستان نے کم از کم یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہماری اپنی بھی سوچ ہے' ہماری اپنی مصلحتیں ہیں' ہمارے اپنے مفادات ہیں' ہم ان کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اس سے ٹوٹی ہوئی امید کو سہارا ملا اور امید ہوئی ہے کہ افواج پاکستان جنرل پرویز مشرف کی سربراہی میں آئندہ بھی صیہونیت اور اس کے آلہ کاراداروں کے دباؤ کو خاطر میں نہیں لائیں گی اور اللہ کی تائید و توفیق کے بھروسے پر ملک و ملت کے لئے جو درست ہوگا وہ کر گزریں گی۔ یہ ہماری ایک توقع بھی ہے اور موجودہ حکومت کو مشورہ بھی۔

میرے خط کا تیسرا نکتہ یہ ہے کہ اس وقت ملک کو جو بحران درپیش ہے بظاہر احوال اس کا سب سے نمایاں پہلو مالیاتی اور اقتصادی بحران ہے۔ قرضوں کے بوجھ تلے ہم دب چکے ہیں۔ سودی قرضوں کی قسط ادا کرنے کے لئے ہمیں نئے قرضے لینے پڑتے ہیں۔ یہ شارٹ ٹرم قرضے زیادہ کڑی شرائط پر ملتے ہیں۔ یہ ایک ایسا منحوس چکر ہے جس کا گھیرا ہمارے گرد بتدریج تنگ سے تنگ تر ہو رہا ہے۔ لیکن میرے نزدیک ہمارا اصل بحران مالیاتی یا اقتصادی نہیں بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ بحیثیت قوم ہمارا اخلاقی دیوالہ نکل چکا ہے۔ کیونکہ اگر نادہندگان سے دس بارہ ارب روپیہ نکلوا بھی لیا جائے تو بھی ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ اگر ہمارے اخلاق کا حال یہی رہتا ہے یعنی کرپشن' جھوٹ' غبن' بے ایمانی' دھوکے اور فریب کا

یہی عالم رہا تو بات کچھ عرصے میں پھر وہیں پہنچ جائے گی۔ دراصل ہمارے زوال کا اصل سبب یہ ہے کہ یہاں صداقت' دیانت' امانت اور عہد کی پاسداری مفقود ہو چکی ہے۔ دیانت دار لوگ اگر ہیں تو صرف انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح کرپشن میں ہم پوری دنیا کو پیچھے چھوڑ چکے ہیں۔ ایک حدیث کی رو سے جیسے ہم ہیں ویسے ہی ہمارے حکام بھی ہیں۔ لہٰذا اگر ہم بحیثیت قوم دیانتدار نہیں ہوں گے تو ہمارے حکمران کیسے ایماندار ہو سکتے ہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ کیا ہم ہمیشہ سے ایسے تھے؟ کیا یہ بے ایمانی' یہ غبن اور یہ خیانت ہمیشہ سے برصغیر کے مسلمانوں میں تھی۔ تقسیم ہند تک تو ایسی صورت حال نہیں تھی۔ یہ دیمک کہاں سے لگی' اور کیسے لگی۔ مسئلے کا حل یہ ہے کہ پہلے دیکھیں کہ یہ بددیانتی کہاں سے آگئی اور ہمارا اصل مرض کیا ہے؟

ہمارا اصل مرض یہ ہے کہ ہم نے اللہ سے وعدہ خلافی کی۔ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا۔ لیکن ہم نے گزشتہ ۵۲ سالوں میں وعدہ خلافی کرتے ہوئے اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے قیام سے مسلسل گریز اور پہلو تہی کی ہے' چنانچہ سورۂ توبہ کی آیات ۷۵ تا ۷۷ کے مصداق اس وعدہ خلافی کی پاداش میں اللہ نے بحیثیت قوم ہمارے دلوں میں نفاق راسخ کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں نفاق کی بیان کی گئی تینوں علامات یعنی جھوٹ' وعدہ خلافی اور خیانت آج پوری قوم میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں منافق کی چوتھی علامت یہ بتائی گئی کہ جھگڑا ہو تو آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ ہم آئے روز اخبارات میں دیکھتے ہیں کہ ہمارے ہاں کتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر قتل ہوتے ہیں۔ دراصل یہ "نفاق" سزا ہے اس وعدہ خلافی کی جو ہم نے قیام پاکستان کے وقت اللہ سے کیا تھا۔ اس سے نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے۔ وہ یہ کہ اپنی اس کوتاہی پر توبہ کی جائے اور اپنی بھولی ہوئی منزل کی طرف رجوع کیا جائے۔ لیکن مشرف صاحب کے سات نکاتی ایجنڈے میں ان چیزوں کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ انہوں نے جن چیزوں کا ذکر کیا ہے ان کی حیثیت تو مرض کی علامات کی سی ہے' مرض کی علامات پر توجہ سے حالات میں کچھ عارضی سی بہتری تو ہو گی لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اصل مرض کا ازالہ کیا جائے۔ کیونکہ اگر یہ نہیں ہوتا' اور اب بھی نفاذ اسلام کی طرف پیش رفت میں لیت و لعل سے کام لیا گیا تو خاکم بدہن پاکستان کا وجود ہی باقی نہیں رہے گا۔ پوری دنیا کے ذرائع ابلاغ نے ویسے ہی پاکستان کو ایک ناکام ریاست قرار دے دیا ہے اور پاکستان کے خاتمے کی پیشین گوئیاں کر دی ہیں۔ لہٰذا آج سوال کیا جا رہا ہے کہ "کیا پاکستان کو بچایا جا سکتا ہے؟"۔ گویا اب صرف پاکستان کے دم نکلنے کا انتظار کیا جا رہا ہے۔

سورۃ الانبیاء کی آخری پانچ آیات کا جن کی تلاوت میں نے خطاب کے آغاز میں کی تھی' ہماری موجودہ صورت حال سے بہت گہرا تعلق ہے فرمایا: ﴿ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ "اے نبی کہہ دیجئے مجھ پر تو یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا الٰہ تو ایک ہی الٰہ ہے' تو تم اس کی فرمانبرداری اختیار کرتے ہو یا نہیں"۔

حضور ﷺ کے ایک ادنیٰ امتی کی حیثیت سے یہی صدا ہم لگا رہے ہیں کہ قرارداد مقاصد میں جو اللہ کی حاکمیت تسلیم کی ہے اسے غیر مشروط طور پر نافذ کرو۔ دستور میں پورا اسلام موجود ہے لیکن اسے غیر موثر بنانے کا بھی پورا انتظام کیا گیا ہے۔ یہ منافقت کی انتہا ہے۔ آگے فرمایا: ﴿ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴾ "پھر اے نبی اگر یہ لوگ پیٹھ موڑ لیں تو کہہ دیجئے میں نے تو کان کھول کر تمہیں باتیں سنا دی ہیں۔ اور میں یہ نہیں جانتا کہ جس (عذاب) کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا دور ہے"۔ ہاں اگر تمہاری روش یہی رہے گی تو اللہ کا عذاب آ کر رہے گا۔ اگر یہاں اسلام نہیں آیا تو شدید اندیشہ ہے کہ ع "تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں"۔ یہ کب ہو گا' یہ میں نہیں جانتا لیکن یہ شدنی ہے کہ اگر ہم نے اب نفاذ اسلام میں مزید تاخیر کی تو کسی بھی وقت اللہ کے عذاب کا آخری کوڑا برسے گا اور اس ملک کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔ ہفت روزہ ٹائم نے تو اپنے ٹائٹل پر سرخی دی ہے "Can Pakistan be Saved" کیا پاکستان کو (اب بھی) بچایا جا سکتا ہے؟۔ گویا ان کے نزدیک اب یہ ممکن نہیں رہا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم اگر توبہ کر لیں تو پاکستان بچ سکتا ہے۔

فرمایا: ﴿ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَیَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴾ "جان لو اللہ تعالیٰ اسے بھی جانتا ہے جو تم بلند آواز سے کہہ رہے ہو اور اسے بھی جانتا ہے جو تم نے اپنے اندر چھپا رکھا ہے"۔ تمہاری نیتیں' تمہارے ارادے' تمہارے عزائم سب اس کے علم میں ہیں۔ تمہارے تحت الشعور میں کیا چھپا ہے' اللہ اسے بھی جانتا ہے۔

آگے آنحضور ﷺ سے کہلوایا گیا: ﴿ وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ﴾ "اور میں نہیں جانتا شاید یہ مہلت تمہارے آزمانے کے لئے ہے۔ اور (شاید) تمہیں ایک مدت تک دنیا میں فائدہ اٹھانے کا موقع دیا گیا ہے۔" یہ آیت اس وقت سب سے زیادہ ہمارے حالات پر منطبق ہو رہی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ معنوی طور پر یہ ملک سانحہ کارگل کے بعد ختم ہو چکا ہے۔ لیکن اب جو صورت بنی ہے وہ ہو سکتا ہے کہ ہماری آزمائش کے لئے ہو کہ اب اس قوم کے سمجھنے بوجھنے والے طبقات کیا کرتے ہیں۔ ہمارے سیاسی لیڈر' علماء اور موجودہ عسکری قیادت کیا کرتی ہے۔ آیا موجودہ حکمرانوں کو صحیح مشورے ملتے ہیں نہیں۔ وہ صحیح مشوروں پر کان دھرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں یا اس سے محروم ہیں اور من مانی کرنے ہی کا کوئی جذبہ ان میں بھی موجود ہے۔ بہرحال یہ تو مستقبل ہی میں واضح ہو گا کہ ہم اس آزمائش میں پورا اترتے ہیں ناکام ہوتے ہیں۔

جہاں تک ملک میں نفاذ اسلام کا تعلق ہے' اس ضمن میں ہمارے ہاں دو قسم کے تصورات پائے جاتے ہیں۔ جدید تعلیم یافتہ طبقے کے نزدیک اسلام کے نظام عدل اجتماعی اور دولت کی منصفانہ تقسیم سے متعلق احکامات ہی آج کے دور میں اہمیت رکھتے ہیں' ان کے نزدیک شرعی تعزیرات صرف اُس دور کے لئے تھیں جب قرآن نازل ہوا۔ بلاشبہ اسلام کا عادلانہ نظام ہی وہ نظام ہے جس کی تلاش میں آج پوری دنیا بھٹک رہی ہے۔ فرانس کا انقلاب ہو سوشلسٹ انقلاب' یہ سب اسی تلاش کے مظاہر ہیں۔ جبکہ وہ منصفانہ نظام صرف اسلام ہی دیتا ہے جس میں کوئی انسان دوسرے انسان کا غلام نہ ہو۔ اسی لئے اسلام میں جاگیرداری کی کوئی گنجائش نہیں۔

ہمارے ہاں دوسرا طبقہ عربی مدارس کے فارغ التحصیل علماء اور اس فکر سے وابستہ لوگوں کا ہے ان کے نزدیک صرف شرعی قوانین کا نفاذ ہی ضروری ہے۔ حالانکہ اگر اسلام کا عادلانہ نظام قائم نہ کیا جائے تو قوانین شرعی کے نفاذ سے بھی انہی جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو فائدہ ہو گا کہ ان کے مال و جان کو تحفظ مل جائے گا۔ لہٰذا میرے نزدیک ان دونوں کا جمع کیا جانا ضروری ہے' یعنی اسلام کا عادلانہ نظام بھی قائم کیا جائے اور قوانین شرعی کا نفاذ بھی ہو۔ چنانچہ میں نے جنرل پرویز مشرف کے نام اپنے خط میں دونوں باتیں تجویز کی ہیں۔ میں نے لکھا ہے کہ اسلام کے عدل اجتماعی کے نفاذ کے لئے جاگیرداری اور غیر حاضری زمینداری کا خاتمہ کیا جائے کیونکہ اس کے بغیر ملک میں سیاسی استحکام آ ہی نہیں سکتا۔ اگر آپ نے کسی نادہندہ جاگیردار کو الیکشن لڑنے سے روک دیا تو اس کا بھائی یا بیٹا منتخب ہو جائے گا۔ اور پرنالہ وہیں کا وہیں رہے گا۔ جب تک جاگیرداری کی جڑ نہیں کاٹی جائے گی اس وقت تک معاملات نہیں سدھریں گے ـــــ میں نے دوسری بات یہ کہی ہے کہ کم از کم اندرون ملک سود اور جوئے کا فوری خاتمہ کیا جائے۔ سود کے متبادل نظام کے لئے اس ملک میں اتنا کام ہو چکا ہے کہ غیر سودی نظام رائج کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی۔

جہاں تک قوانین شریعت کے نفاذ کا معاملہ ہے ہم

یہ نہیں کہتے کہ بس فوری طور پر مفتی اور قاضی بٹھادیئے جائیں۔ بلکہ اسی نظام میں رہتے ہوئے ہم شرعی قوانین کے نفاذ کی طرف پیش رفت کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے صرف یہ کیا جائے کہ وفاقی شرعی عدالت کے حدود کار پر عائد جملہ تحدیدات فی الفور ختم کردی جائیں اور اس کے ججوں کی تعداد بڑھانے کے ساتھ ساتھ ان کا رتبہ بھی ملک کی دوسری بڑی عدالتوں کے ججوں کے مساوی کر دیا جائے۔ اس سے کوئی قیامت واقع نہیں ہوگی۔ صرف یہ ہوگا کہ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ ہمارے ملک کا کوئی ایک قانون خلافِ شریعت ہے تو وہ شرعی عدالت سے رجوع کرے گا۔ وہاں سب کو اپنے دلائل دینے کا موقع ہوگا۔ اور جب یہ فیصلہ ہو جائے گا کہ فلاں قانون خلافِ شریعت ہے تو حکومت کو موقع دیا جائے گا کہ ایک خاص مدت میں پارلیمنٹ کے ذریعے قرآن و سنت کے مطابق نیا قانون منظور کرلیں ورنہ مقررہ وقت گزرنے کے بعد پہلا قانون کالعدم ہو جائے گا۔ اس طرح قانون کی کتابوں میں چیٹیں لگا کر amendment کی جاتی رہے گی اور آہستہ آہستہ تمام غیر شرعی قوانین کی جگہ نئے قوانین آجائیں گے۔

مسئلہ کشمیر کے بارے میں میرا خیال ہے کہ اس معاملے میں چیف ایگزیکٹو کا طرز فکر بحیثیت مجموعی درست ہے۔ لیکن میرا مؤقف یہ ہے کہ اگر امریکہ اور UNO کے ذریعے کوئی معاملہ طے کرنے کی کوشش ہوئی تو شدید خطرہ ہے کہ ایک آزاد کشمیر علیحدہ ریاست کے طور پر وجود میں آ جائے اور ہم آزاد کشمیر' گلگت اور بلتستان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں۔ لہٰذا اس ضمن میں تمام انحصار بھارت کے ساتھ براہ راست بات چیت پر کیا جائے۔ اگر رائے شماری کرائی جائے تو صرف وادی کشمیر میں کرائی جائے۔ کیونکہ پورے کشمیر کے لئے رائے شماری ہوئی تو ہمیں آزاد کشمیر' گلگت اور بلتستان وغیرہ سے اپنی ساری فوج نکالنا پڑے گی اور یہ معاملہ انتہائی خطرناک ہو جائے گا۔ اگر وادی کے لوگ آزاد حیثیت میں رہنا چاہیں تو انہیں اس کا اختیار بھی دے دیا جائے لیکن رائے شماری صرف وادی کی حد تک کرائی جائے۔ یہ معاملہ کچھ لو اور کچھ دو کے اصول کے تحت ہی اب حل ہو سکتا ہے' ورنہ بھارت مقبوضہ کشمیر پلیٹ میں رکھ کر تو ہمارے حوالے نہیں کرے گا۔

طالبان حکومت کے بارے میں جنرل مشرف کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ پاکستانی حکومت اسے تسلیم کر چکی ہے اور طالبان کا اقتدار افغانستان کے ۹۵ فی صد علاقے پر محیط ہے۔ لہٰذا افغانستان میں کسی اور نمائندہ حکومت کی بات کرنا بلاجواز ہے۔ صحیح احادیث میں اس بات کے واضح اشارے ملتے ہیں کہ عالمی نظام خلافت کے قیام کا آغاز پاکستان اور افغانستان کے علاقے سے ہوگا لہٰذا ہمیں اپنی ساری توانائیاں پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے لئے صرف کردینی چاہئیں۔ اور پاکستان کو طالبان کے ساتھ مکمل یکجہتی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

میں نے اپنے خط میں مالیاتی بحران کے حوالے سے لکھا ہے کہ پاکستان کے اقتصادی مسائل کا حل یہ نہیں کہ ہم اپنی ساری تگ و دو عالمی مالیاتی اداروں کی قسطیں ادا کرنے میں صرف کردیں بلکہ مطالبہ کیا جائے کہ ہمارے قومی قرضوں کی ادائیگی کی دوسری صورتوں مثلاً "Debt Equity Swap" کو اختیار کیا جائے۔ جنوبی امریکہ کے ممالک نے یہ معاملہ ماضی میں عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ کیا ہے کہ ہم آپ کا قرض نہیں دے سکتے البتہ ہم اپنی کرنسی میں ادائیگی کریں گے۔ آپ ہمارے ملک میں انویسٹ کریں' یہاں سے جو نفع ہو گا وہ آپ ڈالرز کی شکل میں لے جائیں۔ کوئی ایسا معاملہ کر کے ہی ہم ان قرضوں کے بوجھ سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ بصورت دیگر Defaulter ہونے سے بھی گریز نہ کیا جائے اور کہہ دیا جائے کہ اب ہم مزید قرض کی قسطیں ادا نہیں کر سکتے کیونکہ جتنا قرضہ ہم نے لیا تھا اس سے زیادہ سود کی شکل میں واپس کر چکے ہیں۔ جو پابندیاں لگانی ہیں لگالیں۔ ان پابندیوں کے باوجود اگر عراق ختم نہیں ہوا تو ہم بھی جیسے تیسے جی لیں گے۔ اور ہمارے پاس تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت سے وسائل ہیں۔ اگر ایک دفعہ سود کا انبار سر سے اُتر جائے تو یہ قوم اپنے پیروں پر بڑی تیزی سے کھڑی ہو جائے گی۔ اپنے خط میں آخری بات میں نے یہ کہی ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر ہمیں ہرگز دستخط نہیں کرنا چاہئیں۔ کیونکہ جیسے یہ پاکستان "مملکت خداداد" ہے۔ اسی طرح ہماری ایٹمی صلاحیت بھی خداداد ہے۔ اور عالمی نظام خلافت کے ضمن میں پاکستان کا جو کردار متوقع ہے' اس حوالے سے ہمیں اپنی ایٹمی صلاحیت پر کوئی روک ٹوک گوارا نہیں کرنا چاہئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں کو ان باتوں کے لئے کھول دے جن کے ہاتھوں میں اس وقت ملک کی تقدیر آگئی ہے ○○

متناسب نمائندگی۔ ایک قابل غور تجویز

کراچی سے ہمارے ایک دیرینہ کرم فرما اور ممتاز سابق سرجن ڈاکٹر نور الٰہی صاحب نے ہمیں یہ تحریر انگریزی میں بھیجی تھی جس کی تلخیص ہم قارئین کی دلچسپی کیلئے اردو میں پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

اس ملک میں کئی تحریکیں چلیں اور ان کے نتیجے میں کئی حکومتیں بنیں اور رخصت ہوئیں' اس کے بعد نئے انتخابات ہوئے اور ہم پھر وہیں پہنچ گئے جہاں سے چلے تھے۔ جو بھی تحریک شروع ہوتی ہے اس کا آغاز "بحالی جمہوریت" کے نعرہ سے اور انجام "طبقہ اشرافیہ کی حکومت" پر ہوتا ہے۔ یہ "کایا پلٹ" کیسے ہو جاتی ہے؟ ہم نکلتے تو ہیں اپنے لئے ایک "خادم" کا بندوبست کرنے مگر لے آتے ہیں "غلامی"۔

اس کی جہاں دوسری کئی وجوہات ہیں مثلاً معاشرے میں وڈیروں' جاگیرداروں اور گدی نشینوں کا غلبہ اور اثر و رسوخ' خود سیاسی جماعتوں کے اندر جمہوریت کا فقدان' جماعتی اور حکومتی عہدوں کا ادغام وغیرہ' وہیں ایک وجہ طریقہ انتخاب بھی ہے جس کی رو سے کوئی امیدوار بسا اوقات صرف ایک ووٹ کی زیادتی سے جیت جاتا ہے۔ گویا ایک جماعت کل نشستوں کی تعداد کے برابر ووٹوں کی زیادتی سے اسمبلی میں مکمل اکثریت حاصل کر سکتی ہے اور لگ بھگ اتنے ہی ووٹ ضائع ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں معتدبہ تعداد میں ووٹ حاصل کرنے کے باوجود آگے آنے سے محروم رہتی ہیں اور بڑی جماعتوں کی اجارہ داری کا باعث بنتی ہیں۔ اس طرح بڑی سیاسی جماعتوں سے مایوس ووٹر آہستہ آہستہ انتخابی عمل سے ہی لاتعلق ہو جاتے ہیں۔

اس کے برعکس اگر متناسب نمائندگی کا طریقہ اختیار کر لیا جائے تو ہم ایسی بہت سی قباحتوں سے بچ سکتے ہیں۔ یعنی بہت ہی معمولی تعداد میں ووٹ حاصل کرنے والی جماعتوں کو چھوڑ کر انتخابات میں شامل تمام سیاسی جماعتوں کو ان کے ملنے والے ووٹوں کے تناسب سے پارلیمنٹ میں نشستیں دی جائیں۔ اس سے جہاں ایک طرف بڑی جماعتوں کی اجارہ داری ختم کرنے میں مدد ملے گی وہیں لاتعلق ہو جانے والے ووٹروں کو دوبارہ سرگرم ہونے کا موقع میسر آئے گا۔

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

آئینی بحران سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ چیف ایگزیکٹو اپنے حالیہ اقدام کو "مارشل لاء" ڈکلیئر کردیں

فوجی حکومت کو چوکنا رہنا ہوگا' ورنہ سول بیوروکریسی کے اقدامات کی بدنامی ہمیشہ کی طرح حکمرانوں کے حصے ہی میں آئے گی

طالبان کی حکومت ہی نمائندہ حکومت ہے' ماضی میں کابل پر قابض فریق ہی کو افغانستان کا حاکم تسلیم کیا جاتا رہا

مرزا ایوب بیگ' لاہور

۱۲/اکتوبر کے سانحہ کے نتیجہ میں بننے والی حکومت کے سربراہ جنرل پرویز مشرف مارشل لاء نافذ کرنے اور خود چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بننے سے گریزاں ہیں۔ انہوں نے قوم سے اپنے تفصیلی خطاب میں کہا ہے کہ یہ مارشل لاء نہیں ہے بلکہ حقیقی جمہوریت کی طرف ایک قدم ہے۔ لہٰذا وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے چیف ایگزیکٹو کہلائیں گے۔ انہوں نے نئے سیٹ اپ کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ مرکز میں ان کی سربراہی میں N.S.C یعنی نیشنل سیکورٹی کونسل قائم کی جائے گی جس میں ان کے علاوہ فضائیہ اور بحریہ کے سربراہ ہوں گے اور چار مزید سویلین افراد کی خدمات حاصل کی جائیں گی جن میں سے ایک ماہر قانون' ایک ماہر اقتصادیات' ایک امور خارجہ کے ماہر اور ایک قومی امور کے ماہر ہوں گے۔ ان کے علاوہ ایک مختصر کابینہ ہوگی اور ایک تھنک ٹینک بھی تشکیل دیا جائے گا جو حکومت کو فیڈ بیک دے گا۔ صوبوں میں گورنر مقرر کئے جائیں گے جو اپنی مختصر غیر سیاسی کابینہ تشکیل دیں گے۔ انہوں نے اپنی حکومت کے سات اہداف مقرر کئے ہیں جو بالترتیب یہ ہیں :

۱) قومی اعتماد اور مورال کی از سرنو تعمیر
۲) وفاق کو مضبوط بنانا اور صوبوں کے مابین رابطے کو فروغ دینا۔
۳) معیشت کی بہتری کے لئے فوری اقدام کرنا تاکہ سرمایہ کاروں کا اعتماد بحال ہوسکے۔
۴) قانون کی حاکمیت کو یقینی بنانا اور فوری انصاف کا اہتمام
۵) قومی اداروں سے سیاست کا خاتمہ
۶) اقتدار کی بنیادی سطح پر منتقلی تاکہ ملکی معاملات میں عوام کی شرکت یقینی بنائی جاسکے۔
۷) فوری اور غیر جانبدار احتساب

انہوں نے کہا کہ خارجہ پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ انہوں نے بھارت' چین اور امریکہ سے تعلقات کے حوالے سے انہی خیالات کا اظہار کیا جو ہمارے ہاں اکثر ماضی کی حکومتیں بھی کرتی آئی ہیں۔ البتہ انہوں نے افغانستان کے بارے میں یہ چونکا دینے والا فقرہ کہا کہ ہم افغانستان میں حقیقی نمائندہ حکومت کے قیام کے خواہش مند ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ صدر مملکت رفیق تارڑ نے ان کی درخواست پر اس عہدۂ جلیلہ پر فائز رہنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ وہ رضاکارانہ طور پر اپنے اثاثے عوام کے سامنے پیش کریں گے جس میں ٹیکس ادائیگی کے گوشوارے بھی شامل ہوں گے۔ انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ میں اپنی قوم سے دیانت داری' ایمانداری'

تجزیہ

عزت اور وفاداری کا عہد کرتا ہوں یا اللہ تو مجھے عطا کر سچ اور جھوٹ کی تمیز کرنے کی بصیرت' مسائل اور مشکلات کو سمجھنے اور ان کے مناسب حل کی ہمت' صلاحیت اور طاقت۔ یا اللہ عدل و انصاف کو قائم کرنے کا حوصلہ اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ اسی دعا پر انہوں نے اپنی تقریر کا اختتام کیا۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق چاروں صوبوں میں گورنر نامزد ہو چکے ہیں بلکہ ان میں سے تین حلف بھی اٹھا چکے ہیں۔ نیشنل سیکیورٹی کونسل بھی تشکیل دے دی گئی ہے جس میں محترمہ ڈاکٹر عطیہ عنایت اللہ کے علاوہ شریف الدین پیرزادہ' ڈاکٹر یعقوب اور امتیاز صاحبزادہ شامل ہیں۔ امتیاز صاحب زادہ پرانے بیوروکریٹ ہیں اور کسی زمانے میں کیبنٹ سیکرٹری رہ چکے ہیں' ان کے علاوہ باقی تمام اشخاص کے شعبے واضح ہیں۔ ماہر قانون شریف الدین پیرزادہ سینئر مشیر کی حیثیت سے بھی کام کریں گے۔ پنجاب' سرحد اور سندھ تین صوبوں میں ریٹائرڈ فوجی جبکہ بلوچستان میں ریٹائرڈ جج کو گورنر مقرر کیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اب تک جو صورتحال ہے اس میں کچھ واضح نہیں ہو رہا کہ چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی اور آرمی چیف پرویز مشرف نے کس حیثیت میں نواز شریف حکومت برطرف کی ہے اور آئین معطل کیا ہے۔ اگر سول لاء اس وقت نہیں ہے تو مارشل لاء ہونا چاہئے تھا۔ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے جاری کئے جانے والے آڈرز معطل شدہ ملکی آئین کی جگہ عبوری آئین کی حیثیت اختیار کرتے۔ تمام وہ عہدے جنہیں آئینی تحفظ حاصل ہے وہ ان مارشل لائی احکامات کے تحت نیا حلف لیتے۔ اب تماشا یہ بنا ہے کہ گورنرز نے عبوری آئین ۱۹۹۹ء کے آرٹیکل نمبر ا کے تحت حلف اٹھایا ہے۔ حلف صوبائی ہائی کورٹس کے چیف جسٹس حضرات نے اٹھوایا ہے جبکہ انہوں نے معطل شدہ آئین کے تحت حلف اٹھا رکھا ہے اور خود عبوری آئین کے تحت حلف نہیں اٹھایا۔

۱۲/اکتوبر کے بعد چیف جسٹس حضرات کمیٹی کا اجلاس ہوا اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ ۷۳ء کے آئین کے تحت اپنا کام جاری رکھیں گے۔ نئی حکومت نے بھی واضح کیا ہے کہ آئین کے اس حصے پر عمل درآمد پر کوئی اعتراض نہیں جو عبوری آئین سے متصادم نہ ہو۔ سوال یہ ہے کہ اگر چیف ایگزیکٹو کا آئین معطل کرنے کا عبوری حکم سپریم کورٹ میں چیلنج ہو جاتا ہے تو سپریم کورٹ اس آئین کو معطل اور غیر فعال کس طرح قرار دے سکتی ہے جس کے تحت حلف اٹھا کر وہ اپنے عدالتی فرائض ادا کر رہے ہیں اور اس عبوری حکم کو جائز کس طرح قرار دیں گے جو ان کی اپنی آئینی حیثیت کو بھی ختم کر رہا ہے۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ چونکہ چیف ایگزیکٹو نے اپنے عبوری حکم میں کہا ہے کہ کسی ملکی عدالت میں ان کے حکم کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا' لہٰذا سپریم کورٹ یہ کیس سننے سے معذوری کا اظہار کر دے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہی حکم سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جائے گا کہ کس اختیار کے تحت

آئین معطل کیا گیا ہے اور کس اختیار کے تحت یہ حکم دیا گیا ہے کہ عبوری آئین کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ سپریم کورٹ کو اختیار حاصل ہے کہ جس حکم سے عوام کے بنیادی حقوق معطل ہو جائیں سپریم کورٹ ہر حالت میں اسے سننے کا اختیار رکھتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بحرانوں کی ماری ہوئی اس قوم کو اب کسی آئینی بحران کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہماری رائے میں چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف اب جبکہ بہ حالت مجبوری ماورائے آئین قدم اٹھا ہی چکے ہیں تو انہیں واضح طور پر سیدھا سادھا مارشل لاء ڈکلیئر کرنا چاہئے اور اسی مارشل لاء کے ضابطے کے تحت آئین کو عارضی طور پر معطل کریں اور تمام وہ عہدے جنہیں آئینی تحفظ حاصل ہے' ان پر فائز عہدیدار نئے عبوری آئین کے تحت حلف اٹھائیں وگرنہ ہمیں کسی نئے بحران کا سامنا کرنا پڑے گا جو بہت تکلیف دہ ہو گا۔ سپریم کورٹ اگر ضیاء الحق کا مارشل لاء نظریہ ضرورت کے تحت جائز قرار دیتی ہے تو ایسا مارشل لاء نظریہ ضرورت کے ضمن میں کیوں نہ شمار ہو گا جسے پاک فوج کو تقسیم کرنے اور آپس میں ٹکرانے سے بچنے کے لئے مجبوراً اور ہنگامی طور پر نافذ کرنا پڑا۔

اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں جمہوریت کے خاتمے اور مارشل لاء کے نفاذ کے ذمہ دار خود سیاست دان ہی ہوتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ سیاست دان کرپشن کرتے ہیں ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے میں اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ جلسے جلوس' تحریکیں اور ہڑتالیں کر کے زندگی کو مفلوج کر دیتے ہیں۔ نتیجتاً کسی طالع آزما کو موقع مہیا کر دیتے ہیں کہ وہ ان خراب حالات کو جواز بنا کر جمہوریت کی گاڑی کو پٹڑی سے اتار دیتا ہے۔ اگرچہ یہ بات بھی کسی حد تک درست ہے لیکن ہمارے سیاست دانوں کا اصل قصور یہ ہے کہ وہ انتخابات میں زیادہ ووٹ حاصل کر لینے کو بس جمہوریت سمجھ لیتے ہیں۔ ہمارے حاکم سمجھتے ہیں کہ چونکہ انہیں زیادہ ووٹ مل گئے ہیں لہٰذا اب وہ ذاتی طور پر اس ملک کے سیاہ و سفید کے مالک ہیں جو وہ کریں وہ جمہوریت ہے اور باقی سب مسترد شدہ لوگ ہیں۔ ان کا اب سرے سے اس ملک میں کوئی حق باقی نہیں رہا۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ زیادہ ووٹ حاصل کر لینا جمہوری طریقے سے حکومت حاصل کرنے کا محض ایک ذریعہ ہے۔ جبکہ جمہوریت کی اصل روح جمہوری رویوں کا اپنانا' جمہوری اقدار کا احترام کرنا اور جمہوری اداروں کا مستحکم کرنا ہے۔ اگر کوئی بے نظیر یا نواز شریف ووٹ کے ذریعے اقتدار میں آنے کے بعد ہر طریقے سے اقتدار کو محض اپنی ذات میں سمیٹنا شروع کر دے' اداروں کی تحقیر کرے' پارلیمنٹ کو محض ربڑ سٹمپ بنا دے' اپنی ہی جماعت کے ارکان اسمبلی کے سروں پر تلوار لٹکا دے' عدالت عظمٰی پر اینٹوں اور ڈنڈوں کی بارش برسائی جائے' انتظامیہ گھر کی لونڈی بنالی جائے' صوبوں کی حق تلفی کی جائے اور انہیں مرکز میں بیٹھ کر ریموٹ کنٹرول سے چلایا جائے تو پھر کوئی طالع آزما بھی سوچ سکتا ہے کہ جو طاقت اس کے پاس ہے وہ اس طاقت کو کیوں نہ استعمال کرے۔ سندھ میں ماورائے آئین اقدام اگر جمہوری حکومت کرے گی تو فوج پورے ملک میں ماورائے آئین قدم کیوں نہ اٹھائے ـــــ لہٰذا راقم کی رائے میں ہمارے لیڈروں کو ابھی جمہوریت کی ابجد سے واقفیت کروانے کی ضرورت ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں صرف فوج ہی نہیں بڑے سے بڑا سیاسی لیڈر بھی ماورائے آئین قدم کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اصل قوت اور حیثیت اداروں کی ہے افراد آتے جاتے ہیں۔ جب تک یہ بات ہمارے شیر پنجاب اور شیر پاکستان اور فخر ایشیا قسم کے لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی جمہوریت کی گاڑی پٹڑی سے اترتی رہے گی۔

جہاں تک حکومت کے سات اہداف کا تعلق ہے تو کسی کو ان سے کیا اختلاف ہو سکتا ہے' البتہ سیاست دانوں کی چیرہ دستیوں سے عوام کی سوچ منفی ہو چکی ہے اور وہ چیف ایگزیکٹو کے ساتویں اور آخری یعنی غیر جانبدار احتساب میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ خود انہیں کوئی فائدہ پہنچے یا نہ پہنچے کرپٹ سیاست دانوں کی چمڑی ضرور ادھیڑی جانی چاہئے۔

خارجہ پالیسی کے حوالے سے چیف ایگزیکٹو کا یہ کہنا کہ ہم افغانستان میں حقیقی نمائندہ حکومت کے قیام کے خواہشمند ہیں' بہت تکلیف دہ تھا۔ سوال یہ ہے کہ افغانستان میں مغربی طرز کی جمہوریت یا انتخابات وغیرہ کا انعقاد کب ہوا ہے کہ ہم طے کر سکیں کہ آیا وہاں حقیقی نمائندہ حکومت ہے یا نہیں۔ افغانستان کا معاملہ تو شروع

(باقی صفحہ ۹ پر)

خبر نامہ اسلامی امارت افغانستان

ضربِ مؤمن' ۲۲ تا ۲۸ اکتوبر ۹۹ء

اسامہ حوالے کرنا اسلام کا رکن چھوڑنے کے مترادف ہو گا ○ امیر المومنین

امیر المومنین ملا محمد عمر نے کہا ہے کہ اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنا اسلام کا "رکن" چھوڑنے کے مترادف ہے۔ یہ بات امیر المومنین نے اقوام متحدہ کی جانب سے شیخ اسامہ کو ایک ماہ کے اندر اندر امریکہ کے سپرد کرنے کے بارے میں تازہ منظور کی گئی قرارداد کے حوالے سے بی بی سی کو ایک انٹرویو کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک بہت ہی نامناسب اقدام ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اقوام متحدہ یہ فیصلے اپنی مرضی اور اختیار سے کر رہا ہے' یہ سب کچھ امریکی دباؤ پر ہو رہا ہے' اسی لئے یہ ایک غیر قانونی اقدام ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اسامہ کو ایرانی قیدیوں پر قیاس نہ کرے۔ اسامہ اگر امریکی قیدی ہوتا تب بھی ہم چھوڑ دیتے لیکن اسامہ نہ صرف مسلمان ہے بلکہ ایک مجاہد ہے اور مہمان بھی۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اگر آدھا افغانستان بھی تباہ ہو جائے تب بھی اسامہ کو حوالے نہیں کریں گے۔

طالبان نے تخار' اور قندوز کے چار اضلاع اچانک خالی کر دیئے

واپسی کا حکم امیر المومنین ملا محمد عمر نے دیا

طالبان نے اپنے زیر قبضہ چار اضلاع بندر شیر خان' امام صاحب' دشت ارچی اور خواجہ غار کو خالی کر دیا ہے۔ اس واپسی کا حکم حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے دیا تھا۔ طالبان کے ایک اعلیٰ کمانڈر نے دعویٰ کیا ہے کہ تخار اور قندوز کی طرف پیش قدمی اور واپسی کا فیصلہ اعلیٰ فوجی اجلاس میں کی گئی بہترین منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے۔ مجاہدین نے مخالفین کے اس دعویٰ کو مسترد کر دیا ہے کہ یہ اضلاع جنگ سے لئے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جنگ چھڑنا تو کجا ایک فائر بھی نہیں ہوا۔ ان کے بقول باغیوں کو اس فیصلے کی خبر ہی چوبیس گھنٹے بعد ہوئی۔

رشوت خور کو ۵ سال قید کی سزا بھگتنا ہو گا ○ امیر المومنین

امیر المومنین ملا محمد عمر کی جانب سے ایک تازہ فرمان جاری کیا گیا ہے جس کے تحت امارت اسلامی کا کوئی بھی اہلکار اگر رشوت لیتے ہوئے گرفتار ہوا تو اسے پانچ سال تک قید کی سزا بھگتنا ہو گی۔ مذکورہ فرمان پورے ملک میں متعلقہ اداروں کو بھیج دیا گیا ہے۔ افغانستان کی تاریخ میں رشوت خور کے لئے پانچ سال کی متعین مدت کی سزا کا اعلان پہلی بار ہوا ہے۔ علاوہ ازیں طالبان کی تمام تر تعزیرات قاضی صاحبان کی صوابدید پر چھوڑ دی گئی ہیں تاہم یہ اولین موقع ہے کہ امیر المومنین نے اس تعزیر کے لئے باقاعدہ مدت کا اعلان کیا ہے۔

خلفائے راشدین حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی رضی اللہ عنہم کی

خلیفہ بننے کے بعد پہلی تقریر

مرتب : قاضی عبدالمجید' کوہاٹ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ

خدا کی قسم میں تم میں سے بہتر نہیں ہوں۔ خلافت کے لئے میں اپنے آپ کو بہتر نہیں سمجھتا تھا اور میری خواہش تھی کہ تم میں سے کوئی اس ذمہ داری کو سنبھال لے۔ تم یہی توقع رکھتے ہو کہ میں سنت رسول کے مطابق عمل کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ معصوم تھے اور آپ کے ساتھ فرشتہ موجود ہوتا تھا لیکن میرے ساتھ شیطان بھی ہے جو مجھے راہ راست سے بھٹکانے کی کوشش کرتا ہے اس لئے تم سب لوگ میرا محاسبہ کرتے رہو اِنْ اَسْتَقَمْتُ فَاَعِیْنُوْنِیْ وَاِنْ زَغْتُ فَقَوِّمُوْنِیْ "اگر میں راہ راست پر قائم رہا تو میری مدد کرو اور اگر میں بھٹک گیا ہوں تو پھر مجھے سیدھا کرو۔" دوسری روایت میں تقریر کے الفاظ اس طرح ہیں۔ "لوگو! میں تمہارا حکمران بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں پس اگر میں ٹھیک طرح کام کروں تو میری مدد کرو اور غلطی کروں تو پھر مجھے سیدھا کر دو' سچ بولنا امانت ہے اور جھوٹ بولنا خیانت ہے۔ تم میں سے کمزور شخص میرے نزدیک طاقتور ہو گا جب تک کہ میں اس کا حق نہ دلوا دوں اور تم میں سے طاقتور شخص کمزور ہو گا جب تک کہ میں اس سے مظلوم کا حق نہ لے لوں۔ جو قوم اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے فقر و فاقہ اور ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے اور جس قوم میں بے حیائی کے کام پھیل جاتے ہیں تو اللہ اس پر مصائب نازل فرما دیتا ہے۔ میری اطاعت کرو جب تک کہ میں خود اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں' لیکن جب میں ان کی نافرمانی پر اتر آؤں تو پھر تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔ اٹھو نماز پڑھو' اللہ تم پر رحم فرمائے۔"

(بحوالہ : المصنف لعبد الرزاق ص ۳۳۶ مجمع الزوائد ص ۱۸۳ ج ۵' ابن سعد ۲۱۲ ج ۳ طبری ص ۲۰۳ ج ۳' البدایہ ص ۲۴۸ ج ۵' وکنزالعمال طبع بیروت ۱۹۷۹ء ص ۶۰۱ ج ۵)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ

"عربوں کی مثال نکیل میں باندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے جو اپنے قائد کے پیچھے چلتا رہتا ہے۔ پس قائد کو سوچنا چاہئے کہ وہ اسے کہاں لے جا رہا ہے؟ باقی رہا میں! تو رب کعبہ کی قسم میں ان لوگوں کو سیدھے راستے پر لے کر چلوں گا۔" ابن سعدؒ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد اس مقام پر کی گئی تقریر اس طرح نقل کی ہے۔ حمد و ثناء کے بعد میں تمہارے لئے آزمائش ہوں اور تم میرے لئے آزمائش ہو۔ میں گذشتہ دو ساتھیوں' رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ بنایا گیا ہوں۔ جو لوگ نیکی کریں گے ہم ان کے ساتھ احسان کریں گے اور جو لوگ جرائم کا ارتکاب کریں گے ہم ان کو سزائیں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ میری اور آپ سب کی مغفرت فرمائے۔"

(بحوالہ طبری ص ۵۴ ج ۴' الکامل ص ۴۲۷ ج ۲' ابن سعدؒ ص ۴۲۷ ج ۴)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد۔ مجھ پر خلافت کا بوجھ ڈالا گیا ہے اور میں نے اس بوجھ کو اٹھا لیا ہے' میں سنت کی پیروی کرنے والا ہوں' بدعات گھڑنے والا نہیں ہوں۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ قرآن و سنت کی پیروی کے بعد میں تین اصولوں کا پابند رہوں گا۔ پہلا یہ کہ ابوبکرؓ کی پیروی کرتے ہوئے اس فیصلے پر کاربند رہوں گا جس پر تمہارا اتفاق رائے ہو چکا ہو' دوسرا یہ کہ جس معاملے میں تمہارے اجتماعی مشورے سے کوئی فیصلہ نہ ہوا ہو اس میں اچھے اور نیک لوگوں کی سنت اختیار کروں گا اور تیسرا اصول یہ ہو گا کہ تم پر ہاتھ نہ اٹھاؤں گا سوائے اس سزا کے جس کے تم مستحق ہو گے۔ خوب سمجھ لو یہ دنیا لوگوں کے لئے خوب صورت اور پسندیدہ بنائی گئی ہے۔ تم اس کی جانب مت جھکو اور اس پر بھروسہ نہ کرو' یہ بھروسے کی چیز نہیں ہے۔ جان لو! کہ یہ دنیا تمہیں نہیں چھوڑے گی جب تک تم خود اسے نہ چھوڑ دو۔"

(بحوالہ طبری ص ۱۴۹ ج ۵' طبری ۱۵۳ ج ۱۵' الکامل ۱۹۰ ج ۳' ابن سعدؒ ص ۳۱ ج ۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ

اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی کتاب نازل کی ہے جس میں بھلائی اور برائی کا بیان کیا گیا ہے۔ بھلائی کے کام کرتے رہو اور برائی کے کاموں سے اجتناب کرو اور فرائض کی پابندی کرتے رہو' اللہ تمہیں جنت دے گا۔ اللہ نے کئی چیزوں کو حرمت عطا فرمائی ہے جو نامعلوم نہیں ہیں' لیکن اس نے ساری حرمتوں پر مسلمان کی حرمت کو فضیلت دی ہے اور اس نے مسلمانوں کو اخلاص اور توحید کے ذریعے قوت بخشی ہے۔ مسلمان تو وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے ضرر سے لوگ محفوظ رہیں۔ بغیر حق کے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانا حلال نہیں ہے' سوائے اس سزا کے جس کا دینا واجب ہو۔ کچھ لوگ تم سے آگے چلے گئے ہیں اور موت تمہارا تعاقب کر رہی ہے۔ اپنا بوجھ کم کرو اس لئے کہ آگے جانے والے آنے والوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ خدا کے بندو! خدا سے ڈرتے رہو' اس کے بندوں کی حق تلفی کی تم سے بازپرس ہو گی۔ حتیٰ کہ جانوروں تک کے بارے میں بھی بازپرس ہو گی۔ خدا کی اطاعت کرو' اس کی نافرمانی نہ کرو۔ بھلائی اور خیر جہاں بھی ہو اسے حاصل کرو اور برائی کو جہاں بھی دیکھو چھوڑ دو۔ یاد کرو اس وقت کو جب کہ تم تھوڑی تعداد میں تھے اور زمین پر کمزور شمار کئے جاتے تھے۔"

(بحوالہ طبری ص ۱۵۷ ج ۵' الکامل لابن الاثیر ص ۱۹۴ ج ۳' البدایہ لابن کثیر ص ۲۲۷ ج ۷)

علاج امت مرحومہ

علاج امت مرحومہ ہے پنہاں خلافت میں
رگوں میں اس کی ہو گا خون کا دوراں خلافت میں
نظام اشتراکی منطقی انجام کو پہنچا
بت سرمایہ داری توڑے گا انساں خلافت میں
سٹالن اور لینن کا کچومر دیکھنے والو!
اٹھے گا کیپٹلزم کا جنازہ ہاں! خلافت میں
رسولؐ ہاشمی کی قوم کا دور آنے والا ہے
ہماری مشکلیں ہو جائیں گی آساں خلافت میں
یہ جنسی کجروی' فحاشی و عریانی کے اڈے
سبھی ہو جائیں گے برباد اور ویراں خلافت میں
ربو و خمر و استحصال کے یہ سارے ہتھکنڈے
فنا کی وادی میں ہو جائیں گے بے جاں خلافت میں
ذرا شیرازہ بندی کر کے دیکھ اپنی تو اے مسلم!
ترے جوہر کھلیں گے پھر سے مری جاں! خلافت میں
اگر اپنی خودی کو دیکھ لیتا تو تو اچھا تھا
نہ ہوتا خون مسلم یوں کبھی ارزاں خلافت میں
بلاتی ہے تجھے رو رو کے یوں کشمیر کی وادی
تو باطل کے لئے بن کے دکھا "طوفان" خلافت میں
تیری سطوت کے ڈنکے بجنے والے ہیں زمانے میں
نہ چھوڑ اس جوش میں تو ہوش کا داماں خلافت میں
ہمارے قبلہ اول پہ قبضہ ہو یہودی کا
نہیں یہ اپنی غیرت کے مطیع شایاں خلافت میں
—— حکیم مطیع الرحمٰن قریشی

نام میرے نام

محترمی برادرم جناب عاکف سعید صاحب
مدیر ندائے خلافت و میثاق لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ سے ماہانہ اور ہفتہ وار ملاقات ہوتی رہی ہے ندائے خلافت اور میثاق کے حوالے سے۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔

میرے ایک نوجوان کلاس فیلو' جنہوں نے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس میں شجاع آباد سے شرکت کی تھی مجھے کبھی کبھار ایک خوبصورت سا خط لکھ دیتے ہیں جسے پڑھ کر پاکستان کے حالات کا صحیح نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

"گھر میں مجھے سب پاگل کہتے ہیں کیونکہ میں نے اپنے بڑے بھائی کی شادی میں شرکت نہیں کی اور شادی میں شرکت نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ میں نے اپنے والدین سے عرض کی کہ نکاح مسجد میں کیا جائے اور کوئی بینڈ باجہ نہ بجایا جائے' نہ لڑکی والوں کے گھر سے کھانا کھایا جائے اور نہ جہیز لیا جائے۔ اس پر انہوں نے مجھے کہا کہ یہ جدید دور ہے ہم سب کچھ کریں گے اور اگر تم نے کوئی گڑبڑ کی تو تمہاری ٹھکائی بھی کریں گے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ جب یہ لوگ ایک برے کام کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تو میں ایک اچھے کام کو کیوں ترک کروں چنانچہ جتنے دن شادی ہوتی رہی میں گھر سے چلا گیا۔ آپ خود فیصلہ کریں کیا میں نے غلط کیا؟ ہمارے مغرب زدہ لوگ یہ برائیاں کر کے اپنے آپ کو جدید سمجھتے ہیں اور ہمیں فرسودہ۔ آج سے کچھ دن پہلے اپنے ماموں کے گھر اپنے رشتے کے لئے گیا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ میاں اس ایٹمی دور میں تم بہت فرسودہ باتیں کرتے ہو۔ ان کی باتوں سے بھی لگتا ہے کہ وہ مجھے رشتہ نہیں دیں گے۔ آپ میری لئے دعا کریں۔

آپ نے لکھا ہے کہ آپ واپس پاکستان آنا چاہتے ہیں تو جناب میں ایک چھوٹے بھائی کے ناطے ایک خیر خواہانہ مشورہ دوں گا کہ آپ پاکستان آنے کے بارے میں سوچئے بھی نہیں۔ ٹھیک ہے وہاں آپ کے لئے اب کشش باقی نہیں رہی لیکن وہاں پر کچھ نہ کچھ انصاف تو ہے۔ جبکہ یہاں پر تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا قانون رائج ہے۔ باقی میرے لئے بھی اور میرے گھر والوں کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آج کل ایک نئی معیبت بھی ہمارے گھر پر وارد ہو گئی ہے اور وہ ہے ڈش انٹینا کی لعنت جو میرا بڑا بھائی لے آیا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس لعنت سے بھی نجات نصیب فرمائے"۔ آمین

فقط والسلام
آپ کا چھوٹا بھائی
ع۔ ج۔ بخاری' شجاع آباد

یہ مراسلہ میں آپ کو اشاعت کے لئے بھیج رہا ہوں۔ یہ ہمارے ننھے سے بھائی ہیں جو کہ مجاہد قسم کے ہیں پچھلے دنوں یہ افغانستان بھی گئے ہوئے تھے وہاں سے کشمیر بھی گئے واپسی پر انہوں نے بڑا مزیدار خط لکھا۔ باقی باتیں ان شاء اللہ پھر کبھی ارسال کروں گا۔ شکریہ

آپ کا بھائی
محمد صادق' از فرانس

بقیہ : تجزیہ

سے کچھ یوں ہے کہ جو وہاں حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا بلکہ یوں کہنا بہتر ہو گا کہ جو دارالحکومت کابل پر قابض ہو گیا اس کی حکومت تسلیم کر لی گئی اور اسے ہی نمائندہ حکومت سمجھا گیا۔ جبکہ سب جانتے اور سمجھتے ہیں کہ طالبان اس وقت افغانستان کے ۹۵ فیصد حصے پر قابض بھی ہیں اور امن وامان قائم کرنے میں کامیاب بھی ہو گئے ہیں' لہٰذا محض امریکہ اور یورپ کی خوشنودی کی خاطر طالبان کی حکومت کو حقیقی نمائندہ حکومت تسلیم نہ کرنا قطعی طور پر پاکستان کے مفاد میں نہیں ہے۔ ہماری رائے میں نئی حکومت کو افغانستان کی طالبان حکومت سے بہترین تعلقات استوار کرنے چاہئیں اور طالبان کے خلاف کسی امریکی سازش کا حصہ بننے سے گریز کرنا چاہئے۔

امریکہ کے بارے میں آج تک کا تجربہ یہ ہے کہ وہ کسی معاملے میں اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اپنی تمام تر قوت صرف کر دیتا ہے لیکن اگر پھر بھی معاملہ نہ بنے تو پھر خود کو ایڈجسٹ کر لیتا ہے۔ چنانچہ اس نے پاکستان میں فوجی حکومت کے حوالے سے اپنے آپ کو ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا ہے۔ ہم اپنی نئی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ طالبان کے حوالے سے اس موقف پر ڈٹے رہیں کہ یہ افغانستان کا اندرونی معاملہ ہے اور طالبان کا افغانستان کے وسیع علاقے پر قابض ہو جانا اور امن وامان قائم کر لینا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہاں حقیقی نمائندہ حکومت قائم ہے۔

آخر میں ہم فوجی حکومت کو مشورہ دیں گے کہ وہ سول بیوروکریسی سے چوکنا ہو کر کام لے۔ وہ فوج کے کندھے پر بندوق رکھ کر ایسے فائر کرتے ہیں جس سے عوام الناس میں فوج بدنام ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اب جبکہ تمام نادہندگان کو ۱۶ نومبر کی ڈیڈ لائن دی گئی ہے تو چھوٹے چھوٹے قرضے ادا کرنے والوں کی فوری گرفتاری چہ معنی دارد۔ ۱۶ نومبر کے بعد بھی پہلے موٹے مگرمچھوں سے نبٹا جائے اور بعد ازاں ان کی طرف توجہ دی جائے جن کی طرف چھوٹی رقوم نکلتی ہیں' تاکہ دوبارہ بڑوں کو معافی اور چھوٹوں کی شامت کا تاثر نہ ابھرے۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ میرا شوہر' دیوار اور بیٹا کہاں ہے؟ (کلثوم نواز شریف کا جنرل پرویز مشرف کے نام خط)

✪ فکر نہ کریں! اب پولیس مقابلوں کا دور ختم ہو چکا ہے۔

☆ افسوس کہ ہم تھنک ٹینک نہ بنا سکے (جنرل (ر) مجید ملک کا اعتراف)

✪ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

☆ ملک دشمن این جی اوز کو بھی پھندے میں کسا جائے گا۔ (ایک خبر)

✪ ...اللہ کرے یہ خبر درست ہو۔

☆ سیکورٹی کونسل میں ایک عالم دین بھی شامل کیا جائے۔ (مولانا فضل الرحمٰن)

✪ جناب چیف ایگزیکٹو! باقی باتیں خود سمجھ جائیں کہ "عقلنداں را "بیان" کافی است"

☆ میرے والد اور جمہوریت کو بچایا جائے۔ (حسن نواز کی بھارتی وزیر اعظم سے اپیل)

✪ رہ گئی بے چاری مسلم لیگ تو اس کا "اقتدار" ہی محافظ ہوتا ہے۔

☆ ہمارے مثالی دور حکومت کو نظر لگ گئی۔ (مسلم لیگی رہنما)

✪ یار لوگوں کا کہنا ہے کہ "نظر و ٹو" تو خود آپ کے قائد محترم ہی تھے۔

☆ جماعت اسلامی موجودہ حالات میں صبر کا مظاہرہ کرے۔ (جنرل (ر) حمید گل)

✪ اور پیپلز پارٹی والے "شکر" کا اظہار کریں تاکہ قوم کے سامنے "صبر اور شکر" پر مشتمل دونوں پہلو سامنے آسکیں۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا دورۂ اسلام آباد

وہ فکر گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اسی کی بے تاب بجلیوں سے خطر میں ہے اس کا آشیانہ
ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

ملک پر مایوسی کی تاریکیاں سایہ فگن ہیں۔ خوف و غم سے زبان گنگ ہے۔ ملک کا کیا بنے گا۔ آنے والا سورج کل کیا پیغام لے کر آئے گا۔ اکھنڈ بھارت کا سندیسہ آچکا ہے امریکہ بہادر اور ورلڈ بینک روایتی اسلام دشمنی کا مسلسل مظاہرہ کر رہے ہیں۔ کوئی مرد ایسا نظر نہیں آتا جو اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو کنارے پر لگائے۔ ہر درد مند دل میں ایک احساس کی چبھن موجود ہے لیکن اسے الفاظ کا جامہ کون پہنائے اس درد کا داماں کون کرے۔ کون بتائے کہ تم اگر اس انجام تک پہنچے ہو تو یہ بلا سبب نہیں۔ کوئی ایک گروہ یا طبقہ اس کا ذمہ دار نہیں بلکہ ہم سب من حیث القوم ذمہ دار ہیں۔ اسلام آباد کی فضا میں ویسے بھی گھٹن ہوتی ہے جو کئی رازوں کی امین بھی ہے اور کئی درپردہ کرداروں کی رازداں بھی۔

ان حالات میں راقم نے امیر محترم سے درخواست کی کہ وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ملت اسلامیہ پاکستان کے موجودہ امراض کی تشخیص سامنے لائیں۔ چنانچہ ۲۷ ستمبر ۹۹ء کو کمیونٹی سنٹر آبپارہ میں بعد نماز مغرب سورۂ اعراف کی آیات ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷ اور سورۂ توبہ کی آیات ۷۵، ۷۶، ۷۷ کا درس طے پایا۔

موصوف ۲۶ اکتوبر کو لاہور سے روانہ ہوئے اور تقریباً ساڑھے نو بجے صبح اسلام آباد پہنچ گئے۔ ان کے ہمراہ محترم عرفان اقبال بھی تھے جو کولمبیا یونیورسٹی امریکہ کے طالب علم ہیں اور آج کل ایک سالہ کورس کے لئے لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان کا انگریزی میں ایک لیکچر Call of the Quran ایف ۔ ۱۰ اسلام آباد میں ہوا۔ موصوف نے امریکی لہجہ میں بڑی عمدگی سے قرآن مجید کے حقوق بیان کئے اور دلائل سے ثابت کیا کہ دنیا آج نہ صرف دلائل سے رہنمائی حاصل کرتی ہے بلکہ الہامی کتب سے بھی رہنمای حاصل کرتی ہے۔ انہوں نے یہود کا بالخصوص ذکر کیا کہ وہ نہ صرف دلائل بلکہ الہامی کتب کو بھی اتنی ہی اہمیت دیتے ہیں۔ یہی حال تقریباً دیگر یورپی ممالک کے ذہین طبقہ کا ہے۔ چونکہ الہامی ہدایات کی معراج قرآن حکیم ہمارے پاس موجود ہے لہٰذا ہمیں مرعوب نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کی تعلیمات سے استفادہ کر کے اسے عام کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ امریکی معاشرہ بدترین معاشرہ ہے لیکن پاکستان میں بھی تشدد اور دہشت گردی نے پاکستان کی فضا کو مکدر کر دیا ہے۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کمیونٹی سنٹر اسلام آباد میں درس قرآن دیتے ہوئے، سامعین ہمہ تن گوش ہیں

دوسرا پروگرام : امیر محترم کی رفقائے حلقہ سے سوا پانچ بجے ملاقات ہوئی تھی جو وقت مقررہ پر شروع ہوئی ہے۔ راقم نے تنظیموں کا تعارف کرایا اور امیر محترم نے بعض رفقاء سے خود بھی تعارف حاصل کیا۔ بعد نماز مغرب دس رفقاء نے امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے بعد سوال وجواب کی محفل ہوئی جو ایک گھنٹہ جاری رہی۔

۲۷/۱ اکتوبر بروز بیر امیر محترم نے چند لوگوں سے ملاقات کی جن میں قاضی عبدالدائم دائم جامعہ نقشبندیہ آف ہری پور قابل ذکر تھے۔ وہ ملاقات کے لئے ہری پور سے اسلام آباد تشریف لائے تھے۔ ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو ہوئی۔ بالخصوص پاکستان میں اسلام کی زبوں حالی اور قوم میں بے عملی کو دور کرنے کے لئے کیا کیا تدابیر اختیار کی جائیں۔ لیکن قاضی صاحب نے فرمایا کہ قوم کچھ کرنے کے لئے تیار نہیں لہٰذا اس کوشش میں وقت صرف کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کے طرز عمل کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ علماء میں سخت مایوسی اور بددلی پائی جاتی ہے۔ سب ان کی ذاتی فراخدلی سے متاثر ہونے کے باوجود وہاں سے نمناک اٹھے۔

حسب پروگرام بعد نماز مغرب سورۂ اعراف کی آیات ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷ اور سورۂ توبہ کی آیات ۷۵، ۷۶، ۷۷ امیر محترم نے کمیونٹی سنٹر آبپارہ میں درس دیا۔ خواتین وحضرات کی بھرپور شرکت نے ہال میں تنگی داماں کی کیفیت پیدا کردی۔ امیر محترم نے دو گھنٹے خطاب کیا جس میں انہوں نے امت کی مرثیہ خوانی کی۔ حکمرانوں کی بزدلی اور مفاد پرستی بیان کی اور قرآن و احادیث کی روشنی میں اس حالت زار سے نکلنے کا واحد راستہ اسلامی انقلاب بیان کیا۔

اس کے بعد امیر محترم، ڈاکٹر عبدالخالق، عرفان اقبال ریٹائرڈ ایڈمرل افتخار احمد سروہی سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ موصوف کافی دیندار اور قومی جذبہ رکھنے والے آدمی ہیں۔ بہاولپور کے نزدیک سائنس سٹی بنانے کا پروگرام رکھتے ہیں۔ ان کی اس بات سے بڑا حوصلہ ہوا کہ ہندوستان پاکستان کو کبھی فتح نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر کوئی خود ہی تھالی میں سجا کر پیش کر دے تو کیا کریں۔ اس کا جواب نہ ان کے پاس تھا اور نہ ہی ہمارے پاس۔ البتہ اس سوال کا جواب تاریخ کی امانت ہے اور وہی دے گی۔ (رپورٹ : شمس الحق اعوان)

تنظیم اسلامی فیصل آباد غربی کی شب بسری

رفقاء تنظیم اسلامی فیصل آباد غربی ۳/۱ اکتوبر بروز اتوار بعد نماز مغرب دفتر تنظیم اسلامی صادق مارکیٹ میں جمع ہوئے۔ نماز مغرب کے بعد ماہانہ انتظامی میٹنگ ہوئی۔ نماز عشاء کے بعد مسجد عمرؓ میں سید کفیل احمد ہاشمی نے "دین اور مذہب میں فرق" کے عنوان پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ دین اور مذہب کی اصطلاحات کو ایک ہی مفہوم میں سمجھ لینا بہت بڑی غلطی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام ایک دین ہے جو زندگی کے ہر گوشے پر اپنی حکمرانی چاہتا ہے۔ اس کے بعد واپس دفتر میں آ کر راقم نے سورہ شوریٰ کی روشنی میں منتخب نصاب نمبر ۲ کا درسِ دوم بعنوان "اقامت دین کی فرضیت اور اس کے لئے زوردار دعوت" دیا۔ اس کے بعد محمد اقبال نے سیرت النبی ﷺ اور تاریخ کے واقعات پڑھ کر سنائے۔ حکیم محمد سعید نے "میت اور نماز جنازہ" کے متعلق شرعی احکامات احادیث کی روشنی میں بیان کئے۔ حافظ محمد ارشد نے سونے کے آداب بیان کئے۔ اگلے دن نماز فجر کے بعد مسجد عمرؓ میں ڈاکٹر عبدالرؤف نے سورۂ لقمان کی روشنی میں درس قرآن دیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے حقوق کے بعد والدین کے حقوق پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اس کے بعد محمد اسلم امیر تنظیم غربی نے اختتامی خطاب کیا (رپورٹ : محمد لقمان اصغر)

حلقہ گوجرانوالہ کے زیر اہتمام
دو روزہ ملتزم تربیت گاہ

تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کے لئے ہیں جس نے ہمیں ہدایت فرمائی۔ اگر وہ ہی ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہرگز ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔

حلقہ گوجرانوالہ کے زیر اہتمام دو روزہ ملتزم تربیت گاہ مورخہ ۱۸، ۱۹ ستمبر ۱۹۹۹ء بمقام مرکز المدنی سودرہ تحصیل وزیر آباد منعقد ہوئی۔ جس میں بیس ملتزم رفقاء شامل ہوئے۔ افتتاحی کلمات کے بعد جناب محمد حسین صاحب کو درس قرآن کے لئے دعوت دی گئی۔ انہوں نے "فرائض دینی کا جامع تصور" کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور رفقاء کو اقامت دین کی جدوجہد کے لئے تن من دھن لگانے کی پرزور اپیل کی۔

بعد از نماز مغرب جناب احمد علی بٹ صاحب تشریف لائے اور انہوں نے تربیت گاہوں کی اہمیت اور غرض و غایت بیان کی۔ ؎ گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور —— چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے۔ انہوں نے کہا یہ اسرہ میٹنگیں، شب بسری، دو روزہ تربیت گاہیں منزل نہیں۔ یہ انقلابی راہ کے سنگ ہائے میل ہیں۔ جب تک بانشہ درویشی در سازو دمادم زن کی کیفیت پیدا نہ ہو گی۔ اُس وقت تک پوری دنیا میں انقلاب کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔

اب جناب شمس العارفین صاحب امت مسلمہ کا ماضی، حال، مستقبل بیان کرنے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ انہوں نے امت مسلمہ کے پانچ ادوار کا ذکر کیا ہے۔ اس کا علاج وہی 'آب نشاط انگیز اے ساقی' کے مصداق ؎ خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی —— نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا۔ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ﴾ سنت الٰہی کا تفصیل سے ذکر کیا اور امت مسلمہ کی تاریخ کا جائزہ لیا اور مستقبل پر روشنی ڈالی۔

گجرات تنظیم کے ایک رفیق جمشید گجر نے جو حال ہی میں دو ماہ افغانستان گزار کر آئے ہیں۔ اپنے تاثرات تفصیل سے بیان کئے۔ داستان بہت طویل ہے البتہ پاکستان میں اسلامی انقلاب کے لئے فوری اقدام کے حق میں ہیں۔ اسلامی انقلاب کے راستے میں رکاوٹ وہ ایجنسیوں کو سمجھتے ہیں۔ عوام الناس کے تربیتی مرحلے کو وہ کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے۔ طالبان تحریک سے بہت زیادہ متاثر ہیں۔

آج کے دن کا یہ پروگرام "تہجد کی اہمیت اور فضیلت" تھا۔ ڈاکٹر ظفر اللہ خان صاحب نے قرآن و حدیث کی روشنی میں بڑی جامعیت سے بیان کیا اور تعلق مع اللہ کے لئے بہترین وقت تہجد کا قرار دیا۔

صبح پونے چار بجے سے پہلے ہی یہ اللہ کے بندے اپنے رب کے حضور قیام و سجود میں تھے۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد جناب عبدالعزیز بٹ صاحب امیر تنظیم سیالکوٹ کو درس قرآن کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے سورۃ التغابن کے دوسرے رکوع کی روشنی میں "ایمان کے ثمرات" بیان کئے۔ زبان ان کی تھی لیکن حقیقت میں امیر تنظیم اسلامی جناب محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب بول رہے تھے۔ سامعین کی کیفیت بقول شاعر

؎ اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی

کا نقشہ پیش کر رہی تھی۔ اب حلقہ گوجرانوالہ کے روح رواں جناب حافظ مشتاق احمد صاحب بہت کچھ کہنے کے لئے بیتاب تھے۔ ان کا موضوع تھا۔ "ہماری تصویر قرآن حکیم کی روشنی میں"۔ انہوں نے بلیک بورڈ کی مدد سے آیاتِ قرآنیہ کے حوالے سے اس موضوع کا حق ادا کیا۔

ڈاکٹر اکرام علی صاحب کے ذمہ سیرت صحابہ میں سے حضرت مصعبؓ بن عمیر کی سوانح حیات تھی۔ مجبوری کی بنا پر وہ تشریف نہ لا سکے۔ راقم الحروف نے یہ ذمہ داری ادا کی۔ ساتھ ہی مطالعہ حدیث کا پروگرام بھی نبھایا' ان کے ذمہ تھا۔

"تنظیم اسلامی کا تعارف اور اسلام کا انقلابی منشور" کتابچے کا مطالعہ جناب محمد اشرف صاحب نے کرایا۔ جو ہیڈ ماسٹر ہائی سکول ہیں۔ وسیع مطالعہ کی بناء پر کم وقت میں اس کتابچے کا مطالعہ مکمل نہ کرا سکے۔ انشاء اللہ آئندہ پھر یار زندہ صحبت باقی۔

تجاویز اور مشوروں سے پہلے آج کے دن کا آخری پروگرام "نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادی" تھا۔ حافظ مشتاق احمد صاحب ایک بار پھر بلیک بورڈ کی مدد سے اپنے جذبات کا اظہار بڑے ہی پرسکون انداز میں کر رہے تھے۔ انہوں نے "ایمان" کو نبی اکرم ﷺ سے تعلق کی اصل بنیاد قرار دیا۔ اب ایمان لایا ہے تو تقاضے پورے کر۔ (رپورٹ : خادم حسین)

دعائے مغفرت

تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے معتمد' شادمان مسعود صدیقی کے جواں سال بھانجے حسن حماد ۴/اکتوبر کو ایک ٹریفک حادثے میں جاں بحق ہو گئے۔ ان کی عمر صرف ۱۹ سال تھی اور اسی سال بی ایس سی کیا تھا۔ رفقاء و احباب سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور لواحقین کے لئے صبر جمیل کی دعا کی درخواست ہے۔

شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے!
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے!!

KHALID TRADERS
IMPORTERS - INDENTORS - STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE
NATIONAL DISTRIBUTORS NTN BEARINGS

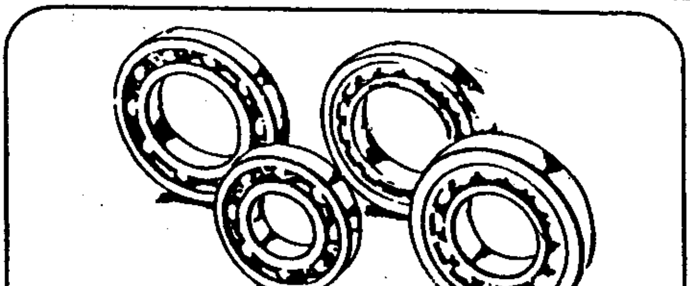

PLEASE CONTACT
Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan.
G.P.O. Box #. 1178 Phones : 7732952 - 7730595 Fax : 7734776 - 7735883
E-mail : ktntn@poboxes.com
FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : SIND BEARING AGENCY, 64 A-65 Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan) Tel : 7723358-7721172
LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan. Phones: 7639618,7639718,7639818, Fax: (42) : 763-9918
GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607
WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8' شمارہ 41
سالانہ زرِ تعاون -/175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقامِ اشاعت: 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 03-5869501

معاونین برائے مدیر:
○ فرقان دانش خان ○ مرزا ایوب بیگ
○ نعیم اختر عدنان ○ سردار اعوان
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

حلقہ لاہور کا دو روزہ

تذکیری' تربیتی و دعوتی اجتماع

گیارہ اور بارہ ستمبر ۹۹ء کو جامعہ مسجد اقصیٰ میاں پارک نزد تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم دو روزہ تذکیری' تربیتی و دعوتی اجتماع منعقد ہوا۔ شرکائے پروگرام کی میزبانی اسرہ مغل پورہ کے رفقاء کے سپرد تھی جبکہ میر محفل حافظ محمد عرفان تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے امیر تھے۔ جناب محمد طارق جاوید اور جناب محمد یونس بھی ان کے ہمراہ تھے۔ پروگراموں کا آغاز ہفتہ گیارہ ستمبر ۳۰ : ۸ بجے صبح ہوا۔ ابتداء میں چند اہم انتظامی اور مالیاتی فیصلے کر لئے گئے۔ جناب محمد شفیع کے ذمہ طعام و خدمت گزاری کی ذمہ داری تھی۔

پہلے روز پروگراموں کا مجموعی انداز انفرادی نوعیت کا تھا۔ ادعیۂ مسنونہ یاد کرانے کے علاوہ نماز کی تصحیح وغیرہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس ضمن میں جملہ شرکاء کو تیار شدہ مواد کی نقول فراہم کی گئیں۔ بعد ازاں گروپس کی صورت میں یادداشت باہمی کی صورت اختیار کی گئی۔ سہ پہر کے پروگرام سیر صحابہؓ' فکر آخرت اور وضو و غسل کے طریقوں کی اصلاح پر مشتمل تھے۔

بارہ ستمبر کی پہلی نشست کا آغاز درسِ حدیث سے ہوا جس کا اہتمام محمد عارف جاوید نے بعد از نمازِ فجر کیا۔ دوسری نشست آٹھ بجے شروع ہوئی جس میں سیر صحابہؓ کے بیان کے سلسلہ میں راقم الحروف نے حضرت بلالؓ حبشی کے نہایت سبق آموز واقعات بیان کئے۔ ایفائے عہد اور دیگر انفرادی و اجتماعی موضوعات پر محمد یونس' محمد نفیس' حافظ محمد عرفان اور دیگر مقررین نے گفتگو کی۔ کم و بیش ہر پروگرام میں مقامی آبادی سے احباب کی شرکت رہی۔ نمازِ ظہر سے قبل تنظیم اسلامی کی فکری و نظریاتی اساس یعنی "فرائض دینی کا جامع تصور" شرکاء اجتماع کو بصورت مذاکرہ و مختصر سلسلہ ہائے تقاریر ازبر کروایا گیا۔ "مذہبی سیاسی جماعتوں کے مابین اتحاد و اتفاق کی کاوشیں اور تنظیم اسلامی کی مساعی جمیلہ تاریخی تناظر میں" کے زیرِ عنوان محمد یونس صاحب نے روداد پیش کی۔

تنظیم اسلامی لاہور شمالی کی ماہانہ کارنر میٹنگ کا انعقاد اس پروگرام کا تکملہ و تتمہ تھا جس کے لئے دونوں دن قریبی آبادیوں اور بازاروں میں گشت کیا گیا اور ہینڈ بل تقسیم کئے گئے۔

بعد نمازِ مغرب تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم کے' بی بلاک میں کارنر میٹنگ کا آغاز ہوا۔ حاضری قدرے قلیل تھی۔ راقم الحروف نے "کیا اسلام کے عملی نفاذ کے بغیر پاکستان کی بقا و خوشحالی ممکن ہے؟" کے موضوع پر گفتگو کی اور شرکائے مجلس کو دینی و قومی ذمہ داریوں کی یاددہانی کرائی۔ نیز دین کے نفاذ کے مصطفویؐ طریق کار اور برپا ہونے کے نتیجے میں اس کے ثمرات و برکات سے انہیں آگاہ کیا گیا۔ آخر میں اس کارِ خیر کے لئے مطلوب معتدبہ قوت کی فراہمی کے لئے تعاون کی اپیل کی گئی۔ عشاء کی نماز باجماعت کی ادائیگی پر یہ دو روزہ پروگرام بفضلہ تعالیٰ تکمیل پذیر ہوا۔

(رپورٹ : پروفیسر حافظ محمد اشرف)

☆ ☆ ☆ ☆

ملتزم رفقاءِ تنظیم توجہ فرمائیں!

تنظیم اسلامی کے آل پاکستان تربیتی و مشاورتی اجتماع برائے ملتزم رفقاء کی منسوخی کے بعد اس کے قائم مقام کے طور پر' ان شاء اللہ العزیز

21 تا 23 نومبر 99ء' قرآن آڈیٹوریم لاہور میں

تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس مشاورت کا توسیعی اجلاس

منعقد ہو گا — جس میں

☆ ارکانِ شوریٰ کے ساتھ ساتھ وہ ملتزم رفقاء بھی شریک ہو سکیں گے جو امیر تنظیم کے خط (شائع شدہ "ندائے خلافت" شمارہ 39) کے حوالے سے اظہار خیال کا ارادہ رکھتے ہوں۔ تاہم ایسے ملتزم رفقاء کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ 13 نومبر تک اپنی شرکت کی اطلاع براہ راست تنظیم کے مرکزی دفتر کو ارسال کریں۔ تاکہ ان کے قیام و طعام کا انتظام کیا جا سکے۔

☆ 13 نومبر تک جن ملتزم رفقاء کی جانب سے ارادۂ شرکت کی اطلاع موصول نہیں ہو گی وہ اس خصوصی مشاورتی اجتماع میں شرکت کے اہل نہیں ہوں گے۔ شرکت کے خواہش مند رفقاء سے درخواست ہے کہ وہ اپنے نام' ولدیت اور رجسٹریشن نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

☆ مزید برآں اس اجتماع میں آل پاکستان سطح پر مقامی تنظیم کے تمام امراء کی شرکت بھی لازم ہو گی۔

☆ اجتماع کا آغاز 21 نومبر کو نمازِ عصر کے متصلاً بعد اور اختتام 23 نومبر نمازِ ظہر پر ہو گا۔ ان شاء اللہ

☆ مرکزی شوریٰ کا اجلاس چونکہ 24 نومبر تک جاری رہنے کی توقع ہے' لہٰذا ارکان شوریٰ ایک دن اضافی لے کر آئیں۔

المعلن: ڈاکٹر عبد الخالق' ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان